جناب شفیق مہدی پوری

زروان اور زروانیت

اگرچہ مرورِ زمانہ نے ہر چیز کو متاثر کیا ہے۔ لیکن مذاہب بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں اور یہی تغیر و تاثر تھا جس نے ہر مذہب میں متعدد فرقے پیدا کر دیے۔

زرتشتیت ایران کا ایک بہت پرانا مذہب ہے جس کا بانی زرتشت تھا۔ مگر قیاس کے سوا زرتشت کا زمانہ بھی غیر متعین ہے۔ ایران کا یہ قدیم اور شاہی مذہب بھی فرقہ بندی سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اور اس میں بھی متعدد فرقے پیدا ہو گئے۔

ایرانیوں کی طبائع عام طور پر عجوبہ پسند ہیں۔ وہ ہر نئی چیز یا تحریک کی طرف فوراً راغب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ زرتشتیت میں فرقے پیدا ہوتے رہے مگر اس مذہب کی تعلیمی روح سب فرقوں میں مشترک رہی۔ یہ ایک بڑی بات تھی۔ ورنہ جب خیالات، انقلابات سے متاثر ہوتے ہیں تو مذہب کی روح کو بھی یکسر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ مذہب رسوم کا پلندہ بن جاتا ہے۔ اور مذہبی روح منہ چھپا کر نکل جاتی ہے۔

فرقہ آفرینی کچھ زرتشتیت ہی سے مخصوص نہیں بلکہ ہر مذہب کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے دنیا کا آخری مذہب اسلام بھی بانیِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی حقیقی تصویر محفوظ نہ رکھ سکا۔ اس میں بھی اختلافِ ترجمہ و تفسیر سے مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ جب غیر ملکی کتبِ حکمت عربی زبان میں ترجمہ ہوئیں اور دوسرے مذاہب کے علما نے اسلام پر تنقید شروع کی تو علمائے اسلام مجبور ہو گئے کہ دلائلِ منطق و حکمت سے جواب دیں اور اس طرح اسلامی تعلیم کے حقائق کو مدلل کریں، تو انھوں نے قرآنِ مجید کی آیاتِ مقدسہ کا ترجمہ اپنی مراد کے مطابق کیا۔ یہی کچھ زرتشتیوں کو بھی پیش آیا تھا۔ خصوصاً جب ہخامنشی بادشاہوں نے ایرانی

حدود کو وسعت دی اور دوسری اقوام ایرانیوں سے ملیں۔ اور اس کے بعد سکندر اعظم نے مشرق اور مغرب کو ملایا۔ یونانیوں نے بابلیوں کو اور بابلیوں نے ہندوستانیوں کو اور ہندوستانیوں نے مصریوں کو پہچانا اور ان میں افکار کا ارتباط ہوا تو زرتشتی مجبور ہو گئے کہ اپنی مخصوص علی خصوصیت کے تنگ دائرے سے باہر نکلیں۔ اور زرتشتی تعلیم کو اقتضائے زمانہ کے مطابق متن کریں، جیسا کہ زرتشت کی الہامی کتاب کے پینتالیسویں دینا باب میں مذکور ہے۔

"دو حقیقتیں بے حد اہم ہیں۔ پہلی اسپینہ مائینو یا نیکی، زندگی، زیبائش روشنی اور کمال ہے۔ دوسری کا نام انگرہ مائینو یعنی برائی، موت، تاریکی اور تعفن ہے۔"

ان دو حقیقتوں کی تفسیر میں فلسفہ ارسطو کے ماہرین نے ثنویت ثابت کی، اور کہا کہ اسپنہ مائینو سے مراد "قوت" ہے۔ اور انگرہ مائینو" کا مطلب "مادہ" ہے۔ دوسرے علما نے اہورامزدا کو دونوں پر فضیلت دی اور موحد بن گئے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فرقوں نے جنم لیا، جن میں سے ایک فرقہ زروانی کہلاتا ہے۔ یہ فرقہ زروان کو سب سے بڑی حقیقت تسلیم کرتا ہے۔

ہماری اردو زبان "زروان" سے ایک حد تک ناآشنا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ نام ایران کے زرتشتی مذہب کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور بالخصوص موجودہ پارسی مذہب کا اہم جز ہے۔

پارسی اپنے پارس سے منسوب سہی، لیکن اس وقت زرتشتی مذہب کے وہی نمائندہ ہیں اور پارسی سے مراد زرتشتی مذہب کے پیروہی ہیں۔ نیز اسلام سے پہلے یہی مذہب اہل ایران کا صدیوں سے مذہب تھا۔ حتیٰ کہ غلبۂ اسلام نے اس مذہب کے اجزا بکھیر دیے۔ اور وہ لوگ جو اس مذہب پر قائم رہے، وہ بلادِ ہند میں آ بسے۔ لیکن اس برہمنستان میں اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت نہ کر سکے کیونکہ برہمن ازم اس قدر تنگ دل اور متعصب واقع ہوا ہے کہ وہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے مذہب کو گوارا نہیں کر سکتا۔

اقبال نے جاوید نامہ میں تمہید زمینی کے بعد زروان سے متعلق ایک نظم لکھی ہے جس میں عنوان نظم اس طرح ترتیب دیا ہے۔

زروان کہ روح زمان و مکان است، مسافر را بسیاحت عالم علوی می برد

(زروان جو زمان و مکان کی روح ہے مسافر کو آسمان کی سیر کے لیے لے جاتا ہے)

یعنی زروان سے مراد زمان ومکان ہے۔ دبستان المذاہب کے مصنف نے جہاں زروان کی تصریح کی ہے وہاں زروان (زمانۂ بیکرانہ) لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح ہندوؤں نے اپنے عقائد کو دیوتائی شکل میں مجسم کیا، اسی طرح "خوگرِ پیکرِ محسوس" زرتشتیوں نے زمان ومکان سے متعلق ایک دیوتا کا وجود تسلیم کیا۔ اور اس بت کو اپنے عقیدہ کے مندر میں "مہادیوتا" بنا لیا

علامہ اقبالؒ نے جاوید نامہ میں زروان کی شخصیت کو ایک نظم میں اس طرح متعارف کرایا ہے۔

ناگہاں دیدم میانِ غرب و شرق — آسماں در یک سحابِ نور غرق
زاں سحاب افرشتہ آمد فرود — با دو طلعت ایں چو آتش آں چو دود
آں چو شب تاریک و ایں روشن شہاب — چشمِ ایں بیدار و چشمِ آں بخواب
بالِ او را رنگہائے سرخ و زرد — سبز و سیمیں و کبود و لاجورد
چوں خیال اندر مزاج او رمے — از زمیں تا کہکشاں او را دمے
ہر دمے او را ہوائے دیگرے — پر کشادن در فضائے دیگرے
گفت زروانم جہاں را قاہرم — ہم نہانم از نگہ ہم ظاہرم
بستہ ہر تدبیر با تقدیرِ من — ناطق و صامت ہمہ نخچیرِ من
غنچہ اندر شاخ می بالد زمن — مرغک اندر آشیاں نالد زمن
دانہ از پروازِ من گردد نہال — ہر فراق از فیضِ من گردد وصال
ہم عتابے ہم خطابے آورم — تشنہ سازم تا شرابے آورم
من حیاتم، من مماتم، من نشور — من حساب و دوزخ و فردوس و حور
آدم و افرشتہ در بندِ من است — عالمِ شش روزہ فرزندِ من است
ہر گلے کز شاخ می چینی منم — اُمّ ہر چیزے کہ می بینی منم
در طلسمِ من اسیر است ایں جہاں — از دمم ہر لحظہ پیر است ایں جہاں
لِی مَعَ اللہ ہر کرا در دل نشست — آں جوانمردے طلسمِ من شکست
گر تو خواہی من نباشم در میاں — لِی مَعَ اللہ[۱] باز خواں از عینِ جاں

۱؎ تلمیح بہ حدیث لی مع اللہ وقت

ظاہر ہے کہ یہ خصوصیات "زروان" ان لوگوں کی پیدا کردہ ہیں جو زمانہ کو "خدائے مطلق" مانتے ہیں۔ اور دہریہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک زمانہ ہی سب کچھ ہے۔ مگر اسلام اس دعوے کو ماننے کے لیے تیار نہیں کیونکہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ زمانہ بذاتہٖ کوئی چیز نہیں، دن اور رات کا پیدا ہونا فقط وقت کا ایک حساب ہے۔ اور یہ حساب انسان کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے ہے تاکہ وہ دنیا کی زندگی میں بہترین اعمال کی تحصیل کر سکے اور اپنی زندگی کے لمحات کو صحیح طور سے بسر کرے۔ کیونکہ زمانہ کی قیود عارضی ہیں اور ہر ایک صحیح انسان ان پر قابو پا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ راستی پسند ہو۔

اقبالؒ نے بالِ جبریل کی ایک نظم میں زمانہ ہی کی زبان سے اس کی اہمیت اس طرح بیان کی ہے

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ

مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

ہر ایک سے آشنا ہوں، لیکن جدا جدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا
مرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ

مرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدف سے بیگانہ تیر اس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے، یہ جوئے خوں ہے!
طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ

وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

ہوائیں ان کی، فضائیں ان کی، سمندر ان کے، جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر، بھنور ہے تقدیر کا بہانہ

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

بے شک زمانہ ایک حقیقت دکھائی دیتا ہے جو شب و روز کی تاریکی اور روشنی سے اپنی عمر کو طول دیے جا رہا ہے۔ مگر دراصل یہ عالمِ حیات کا ایک پیمانہ ہے۔ جسے انسان نے اپنے حساب کے لیے حقیقت مان لیا ہے اور زندگی کے اندھیروں میں اجالا اور اجالوں میں اندھیرا پیدا کیا ہے۔

زروان یا زمانہ بیکرانہ کچھ بھی ہو، اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں، ہم صرف زروان کی اس مذہبی حیثیت کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں جو آج تک زرتشتیوں کا سرمایہ معلوم ہے اور ہندو، بدھ

کی طرح ان کی گردنوں میں مالیچاں بن کر لپٹا ہوا ہے۔

مؤلف مزدیسنا رقم طراز ہیں:۔

"یکے از مہم ترین شعب مزدیسنا مذہب زروانی است، کہ در عصر ساسانیاں درمیان طبقات کشور رواج یافتہ است۔ در این مذہب زروان خدائے متعال پدر اہورا مزدا واہرمن بشمار رفتہ است۔ و بدیں طریق دوگانگی را تثبیت کردہ۔ در صورتیکہ در کتب دینی مزدیسنا "زروان مراحتاً آفریدہ" ہرمزدا (اہورا مزدا) محسوب می شود" ص۱۱۴

"در ہمیں عصر فرقہ ہا ظہور کردند کہ کما بیش از مزدیسنا نشأت یافتہ بودند مذہب زروانی کہ درمیان طبقات اشراف رواج یافتہ ومعتقد بودند کہ زروان اعظم پدر اہورا مزدا واہرمن است" ص۵

"زردشت بزرگ وندمن بزرگ و زرہون .... زردشت ثانی بزعم فردوسی بہ نہ پشت بہ زردشت بزرگ می رسد کہ گفتہ نہم پور ......" (انجمن آرا)

"اما زروان نام آفریدگار وموجد اورمزدا واہرمن در آئین زرمان مذہب رائج در عصر ساسانی زرہون ہم تحریفے است از زروان" مزدیسنا ص۱۱۴

"ظاہراً چوں آئین زردشت در عصر ساسانیاں از اصل خود بسیار دور شدہ وبصورت زروان پرستی درآمدہ بود، ہم چنیں شباہت دو کلمہ مزبور در حرف اول موجب ایں تخبیط گردد" مزدیسنا ص۱۱۴

مندرجہ بالا حوالہ جات سے نتائج ذیل حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ زروان، زرمن، زرہون ایک ہی شخصیت کے نام ہیں۔ جو مختلف لسانی لہجوں کی پیداوار ہیں۔ اور زروان اسم حقیقی ہے۔

۲۔ زروانی، زردشتی مذہب ہی کا ایک فرقہ ہے

۳۔ اس فرقے کا مذہب، عہد ساسانی میں رواج پذیر ہوا۔

۴۔ زروانی فرقہ کے عقیدے کے مطابق زرمن، اہورا مزدا اور اہرمن کا باپ ہے۔

۵۔ مزدیسنا کی تعلیم صراحتاً بتاتی ہے کہ ہرمزدہ یا اہورا مزدا، زروان کا خالق ہے۔

عہد ہخامنشی آخری سانس لے رہا تھا اور عہد اشکانی آغاز پا رہا تھا کہ ارشاک ثانی ایک فلسفی نے جنم لیا جس کی سرگزشت حیات کا کچھ علم نہیں ہو سکا اور نہ اس کی تعلیم ہی کی تفصیل کا پتا چل سکا

ہے۔ سوائے اس کے کہ عرب مصنفین نے کہا ہے کہ وہ فلسفۂ زروانی کا بانی تھا اور اسی کے فلسفہ کے پیرو "زروانی" کہلاتے تھے۔

زروانی افکار ایران کی حدود پار کر کے ایشیائے کوچک میں منتشر ہوئے۔ حتیٰ کہ ان افکار نے آفتاب پرستی کو بھی متاثر کیا۔ زروان کا تلفظ اوستا میں "زرون" اور زریتہ اور سنسکرت میں "جرونت" ہے۔ جس کے معنی بوڑھے اور بزرگ کے ہیں۔ اوستا میں یہ لفظ دوبار استعمال ہوا ہے یسنا تے ہم کی دوسری آیت میں ہے (DAREGHAMCHI AIPIZUVANEM)

"یعنی برائے زمان دراز یا زمان بے کرانہ" یہی وجہ ہے کہ زروانیوں نے اسے اسپنتا مائینو (SPENA MAINYA) اور انگرا مائینو (ANGRA MAINYU) سے برتر تصور کیا ہے۔ وہ اسے دونوں کی علت مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ زمانہ یا زروان نے ہر چیز کا آغاز و انجام دیکھا ہے۔ لیکن زمانے کے آغاز و انجام کو کوئی طاقت نہیں دیکھ سکتی۔ ہر چیز زمانے کی حدود میں پیدا ہوئی ہے اور کسی چیز یا شخص کا زمانے کی حدود سے نکلنا ممکن نہیں۔

ہندی فلاسفہ میں خصوصاً شنکر کا بھی یہی خیال ہے۔ شنکر کا عہد غالباً اشکانی عہد کا ہم عصر ہے۔ یہ شنکر ہندوستان کے تین بڑے دیوتاؤں میں سے ایک ہے۔ باقی دو دیوتا برہما اور وشنو ہیں مشہور ہے کہ برہما اور وشنو نے شنکر کے آغاز و انجام کو معلوم کرنا چاہا تو ایک بلندی کی طرف اڑ گیا اور دوسرا پاتال میں اتر گیا۔ لاکھوں سال دونوں کو پھرتے پھراتے گزر گئے۔ مگر شنکر کا آغاز و انجام معلوم نہ ہو سکا۔ فردوسی نے شاہنامہ میں شاید اسی خیال کو اس طرح ادا کیا ہے:

بیابان و آن مرد با تیز داس	تر و خشک را زو دل اندر ہراس
تر و خشک یکساں ہمی بدرود	وگر لابہ سازی، سخن نشنود
دروگر زمان است و ما چو گیا	ہمانش نبیرہ، ہمانش نیا
جہاں را چنیں است ساز و نہاد	کہ جز مرگ را کس ز مادر نزاد
ازیں در درآید، وزاں بگزرد	زمانہ برو دم ہمی بسپرد

فلسفۂ زروان درحقیقت اوستا کا علم الکلام ہے جو حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے ۲۰۰ سال قبل شیوع پذیر ہوا اور نوشیروانِ عادل کے زمانہ تک قائم رہا۔ حتیٰ کہ جب مسلمانوں نے ایران پر

قبضہ کر لیا تو عقلاء و حکمائے ایران کے توسط سے یہ فلسفہ مسلمانوں کو متاثر کرنے لگا۔ اس لحاظ سے اسلامی علم الکلام، مسیحیت اور زرتشتیت دونوں سے متاثر ہوا۔ پولس نامی ایک زرتشتی نوشیرواں کے زمانے میں تھا۔ یہ شخص فاضل زمانہ اور حکمت یونان سے پوری طرح آگاہ تھا۔ اس نے عیسائیت قبول کر لی اور عیسائیوں میں بڑا رتبہ حاصل کر لیا۔ نوشیرواں بھی اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس نے ایرانی متکلموں کے افکار بصورت ذیل مرتب کیے ہیں۔

۱۔ خدا ایک ہے۔

۲۔ بعض لوگ ثنویت کے قائل ہیں۔

۳۔ بعض کے نزدیک خیر و شر دونوں کا خالق خدا ہے۔

۴۔ بعض اس عقیدے کے قائل نہیں ہیں۔

۵۔ بعض کے نزدیک خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۶۔ بعض اس عقیدے کے مخالف ہیں۔

۷۔ بعض کے نزدیک خدا کائنات کو عدم سے وجود میں لایا۔

۸۔ بعض اس بات کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ خدا نے کائنات کو مادے سے پیدا کیا اور مادہ خود ہی موجود تھا۔

پس اگر ہم اور پیچھے کو لوٹیں تو معلوم ہوگا کہ سکندر کے غلبے، حکمت یونانی کے نفوذ اور بدھی افکار کے تاثر سے سوالات ذیل ایرانیوں کے سامنے متشکل ہوئے۔ اور انہی سے مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔

۱۔ اہورامزدا خدائے واحد ہے۔

۲۔ اہورامزدا اور اہرمن دو مساوی قوتیں ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ لازم و ملزوم ہیں۔

۳۔ اہورامزدا، اور اہرمن دونوں ازلی و ابدی ہیں اور ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

۴۔ اہورامزدا، اور اہرمن دونوں غیر فانی ہیں۔ لیکن اہورامزدا کو اہرمن پر فضیلت ہے۔

۵۔ اہورامزدا حقیقت ہے اور اسپنتہ مائنیو اور اہرمن کا خالق ہے۔

۶۔ سورج دیوتا، خالق و مخلوق میں واسطہ ہے۔

۷۔ روح، مادہ پر غالب ہو کر چاہتی ہے کہ اس سے مفید کام لے۔

۸۔ مادہ نے روح کو اپنی طرف کھینچا۔ اب روح اس قید سے رہائی کی کوشش میں مصروف ہے۔

۹۔ روح اور مادہ کی حقیقت۔

۱۰۔ روح اور مادہ کی کشمکش ارادی تھی یا غیر ارادی، اختیاری تھی یا اضطراری۔

۱۱۔ مادہ شعور رکھتا ہے یا نہیں۔

۱۲۔ انسان کا آغاز و انجام اور اس کی نجات۔

۱۳۔ زندگی کا مقصد اور اس کا نتیجہ۔

۱۴۔ آریائی دیوتاؤں کے مراتب۔

۱۵۔ امشا سپندوں کی تعریف میں فرشتوں کے نام لیے گئے ہیں، کیا یہ اہورامزدا کی صفات ہیں؟

۱۶۔ آسمانی سیاروں کی حرکات اور ان کا انسانی زندگی پر اثر۔

۱۷۔ بخت کیا ہے؟

۱۸۔ مکان و زماں کی تعریف کیا ہے۔؟

مذکورہ عناوین پر زرتشتی تعلیم کے مطابق استدلال کی ضرورت ہے اور وہ مسئلہ جو اردشاک کے زمانہ یا اس سے پہلے زیر بحث تھا، اہورامزدا اور اہرمن کے مساوی ہونے یا نہ ہونے سے متعلق تھا۔ اردشاک نے دونوں کو ایک ہی قوت کے تابع مانا اور اس قوت کا نام زروان یا زمانہ بے کرانہ رکھا۔ ممکن ہے یہ فکر اس سے پہلے بھی زیر بحث رہا ہو۔ لیکن اس کا مروج ارشاک ہی ہے۔

زروان اوستا میں اتنی اہمیت کا مالک نہیں۔ لیکن جو شخص اوستا میں نکات کا متلاشی ہو اس کے لیے رہنمائی کا کام ضرور دیتا ہے۔

زرتشت اور اس کے جانشینوں نے "گاتا" میں اہورامزدا کے مقام کی تصریح نہیں کی۔ وہ اسے خدائے یگانہ اور علت العلل جانتے تھے۔ اور اسے اسپنہ مائینو کے ساتھ ایک حقیقت تصور کرتے تھے۔ نیز انگرا مائینو کے مساوی مانتے تھے۔ اگر ہم اسپنہ مائینو اور انگرا مائینو سے اہورامزدا کو جدا تصور کریں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہورامزدا نے انگرامائینو کو کیوں پیدا کیا۔؟

اس مسئلہ کو زروانی فلاسفہ نے اس طرح حل کیا ہے کہ اسپنتہ مائینو اور اہورامزدا، دونوں یگانہ اور انگرامائینو کے ساتھ مساوی اور توام ہیں اور ان کا ظہور زروان سے ہوا ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ اہورامزدا شخصیت رکھتا ہے اور زمانہ کی کوئی شخصیت نہیں، اس لیے زروانیوں نے زمانے کو بھی شخصیت عطا کر دی اور اسے خیر و شر کی علت مانا لیکن سب سے پہلے زروانی مفکر نے اسی طرح غور کیا تھا۔ جو کچھ بدھ نے تصور کیا تھا وہی کچھ اس نے خیال کیا۔

بدھ کہتا ہے کہ "زندگی ایک زنجیر ہے اور حرکات اسی کی کڑیاں ہیں۔ اس حرکت کا آغاز معلوم نہیں۔ جب یہ حرکت سکون میں تبدیل ہو جاتی ہے تو یہ زنجیر ٹوٹ جاتی ہے اور آلامِ حیات ختم ہو جاتے ہیں" اس حرکت کی ایک علت قانون ہے جو طبعی ہے۔ اس حرکت کے دو پہلو ہیں۔ ایک ظاہر جسے عمل (کرم) کہتے ہیں اور یہ جسم کے اعضا کے توسط سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا باطنی، جسے اندیشہ کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ بھی عمل ہی ہے جو نظر نہیں آتا۔ عقلا اسے نگاہِ بصیرت سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس کرم اندیشہ سے ہے اور اندیشہ کرم سے منہ ہاں کی حرکت سے ہوا میں لہریں پیدا ہوتی ہیں اور کرۂ زمین پر پھیل جاتی ہیں۔ جو اب ریڈیو کے ذریعے سنی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح اندیشہ بھی ہوا سے زیادہ لطیف عنصر میں حرکت پیدا کرتا ہے۔ ممکن ہے مستقبل کے لوگ اس سے بھی استفادہ کر سکیں۔ پس زندگی حرکت کا نام ہے اور حرکت اندیشہ کے تابع ہے۔

بدھ کا مقصد یہ ہے کہ حرکت ہی زندگی ہے اور جب تک مادی زندگی باقی رہتی ہے اس کی خصوصیات شادی، غم، محبت، نفرت، امید، ناامیدی، کامیابی، ناکامی وغیرہ ہوتی ہیں لیکن جونہی کہ کرم کا سلسلہ کٹ جائے، حرکت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر نروان کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

ارشاک اور اس کے پیشروؤں کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ حرکت ہی زندگی ہے اور اس کی علت زمانہ ہے۔ بعد ازاں یہی فکر انسانوں کی شکل میں متشکل ہوا۔ بعض زرتشتیوں نے اسے ترقی دی۔ اور عقیدۂ زروان کے ساتھ دو اور باتوں میں متفق ہو گئے۔ ان میں پہلی تواشہ (TVASHA) یعنی مکانی تھی اور دوسری خشیتہ (KHASHATA) یعنی نور۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ تینوں درحقیقت ایک ہی حقیقتِ یگانہ کے نام ہیں اس کے بعد وایو (ہوا) بھی زروانی دیوتاؤں میں شامل ہو گئی۔

اہریمن کی پیدائش کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب زروان نے کائنات کے متعلق سوچا تو اہریمن،

(شیطان) پیدا ہوگیا اور اسی اندیشہ سے اہورامزدا نے وجود پایا۔ جب اسی فکر نے علم الکلام کی حیثیت اختیار کی تو عیسائی متکلموں نے اس کا مذاق اڑایا۔ لیکن زروانیوں کا مقصد یہ تھا کہ "عدم" تاریکی ہے اور "ہست" روشنی۔ چونکہ زروان یا زمانہ علت العلل ہے اس لیے اسی سے روشنی ہے اور اس روشنی سے حرکت (زندگی) ظہور پاتی ہے۔ آسمان کے بارہ برج اور ستاروں کی حرکات بھی زروانیوں میں مخصوص اہمیت کی حامل تھیں۔ ان سے متعلق افسانوں کا یہ اثر ہوا کہ پورا ایران متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اگرچہ ساسانی حکمران زرتشتی تھے مگر زروانیت ان میں بھی موجود تھی۔ یہاں تک کہ بعض وزیر اور سردار بھی زروانی تھے۔ انہی میں سے ایک وزیر مہرنرسی تھا جس کے بیٹے کا نام "زروان داد" اور بیٹی کا نام "زروان دخت" تھا۔

اس وقت فلسفۂ زروان سے متعلق ہمیں جتنی معلومات حاصل ہیں، ان میں دو خامیاں ہیں پہلی تو یہ ہے کہ ہمیں یہ معلومات ایسے لوگوں سے حاصل ہوئی ہیں جو غیر ایرانی ہیں اور اس لحاظ سے ان کی معلومات خالی از نقائص نہیں کہی جاسکتیں۔ دوسری یہ کہ ان لوگوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیاد متبعین کی خرافات اور موہومات پر ہے، جنہیں فلسفیانہ تصورات سے کوئی علاقہ نہیں۔ انہی میں سے ایک یودیموس (EUEDEMUS) ۳۰۰ ق۔م ہے جس کی تصانیف ناپید ہیں۔ دیماسلس (DAMSCIUS) ۵۰۰ ق۔م لکھتا ہے کہ بعض مغان اور آریائی حقیقت کو مکان اور بعض زمان کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان میں سے ایک نے "ایزد خیر" اور دوسرے نے "ایزد شر" کو پیدا کیا۔ ایزد خیر اہورامزدا ہے جو دنیا کے ایک حصے پر حکمران ہے۔ ایزد شر کا نام "مانوس" ہے۔ جو دنیا کے دوسرے حصے پر حکومت کرتا ہے۔

ایک عیسائی پادری کہتا ہے کہ مغان اپنے آپ کو ایک شخص زرنوش (ZARNOUS) کی اولاد سمجھتے ہیں۔ تھیوڈور موسیو تھا (THEODRE MOPSUESTIA) ۳۵۰-۴۲۹ ق۔م نے ایک کتاب جادو مدایران لکھی تھی جو ناپید ہے۔ لیکن لوتیوس اسی کتاب کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ایرانی زروام (ZAUROUAM) یعنی زروان کو ہر چیز کی اصل و ابتدا مانتے ہیں اور بخت و قضا و قدر بھی اسی کو سمجھتے ہیں۔

آذر برزین اور ناہید دو ایرانی عیسائی ہو گئے۔ اور نصرانیوں میں روحانی سردار تسلیم کیے گئے۔

ان کا ایک مباحثہ بھی ملتا ہے۔ جو انھوں نے فرازگرد موبد موبداں سے کیا۔ اس مباحثہ کی غرض زروانی اور زرتشتی مذاہب کی تردید و تذلیل تھی۔ چونکہ افراد مذکور کلیسا کے روحانی پیشوا تھے اس لیے یہ مباحثہ بھی تعصب سے خالی نہیں۔ آذر ہرمزد فرازگرد سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔

تمھارا مذہب یہی سکھاتا ہے نا کہ اشوکار، فرشوکار، زروکار اور زروان دیوتاؤں کی پرستش کی جائے۔ یا یہ کہ فلاں شخص ریاضت و عبادت سے دیوتا بن گیا۔ یا یہ کہ زروان ریاضت کثیرہ سے حاملہ ہو گیا۔ جس کا اسے خود بھی علم نہ تھا۔ مدت حمل ختم ہوئی تو اس کے ہاں اہورامزدا پیدا ہوا لیکن اس کی ریاضت بھی ناکام گئی کیونکہ اہورامزدا کی طرح اہرمن کو بھی جنم دینا پڑا، حالانکہ زروان کی ہرگز یہ تمنا نہ تھی۔ پھر مدت حمل گزرنے تک اسے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے؟۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زروان میں خدائی کی کوئی صفت موجود نہ تھی۔ کیونکہ جسے اپنے آپ ہی کا پتہ نہیں وہ کائنات عالم کی خبر گیری کیسے کر سکتا ہے۔؟ پھر تم کہتے ہو کہ یہ زروان کی ریاضت اور قربانی کا ثمر تھا۔ اسے یہ ثمر کس نے دیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اس سے بڑی طاقت تھی جس نے ریاضت و قربانی کے عوض اس کے پیٹ میں دو بچے ڈال دیے۔ حالانکہ زروان کی یہ خواہش نہ تھی۔ پھر ان دونوں بچوں کو مانیں تو اہرمن کی پرستش کیوں نہ کریں؟ آخر وہ بھی تو ریاضت اور قربانی کا ثمر ہے۔ اور ظاہراً طور پر اہورامزدا سے طاقتور بھی ہے۔ تمھارا یہ بھی تو عقیدہ ہے کہ اہورا مزدا نے تخلیق کا فن اہرمن سے سیکھا تھا۔

ناہید، موبد موبداں فرازگرد سے مخاطب ہو کر کہتی ہے۔

تم کہتے ہو کہ آگ اور ستارے، اہورامزدا کے فرزند ہیں جو اس کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہمیں بتایئے کہ یہ اس کے اپنے بیٹے ہیں یا کسی اور کے۔ اہورامزدا، ماں ہے یا باپ! اگر وہ طبعی طور پر حاملہ ہوا ہے تو طبع جنسی کا تقاضا کرتی ہے اور اگر غیر طبعی ہے تو ناممکن ہے۔ تمھارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اہورامزدا اپنے باپ زروان کی طرح حاملہ ہوا اور اس نے بچے جنے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اس نے باقی دنیا کے لیے بیوی، خاوند کیوں بنائے، سب کو خود ہی کیوں نہ جن لیا۔!

ہمارا عقیدہ تو ہے کہ خدا کی نہ ماں ہے نہ بہن، نہ لڑکی نہ لڑکا۔ وہ یگانہ ہے، ہر نقص سے

پاک ہے۔ سب پر حاکم ہے۔ تمام قسم کے خزائن کا مالک ہے۔ اسے بقا حاصل ہے۔ لیکن تمھارا اہورامزدا ہماری طرح فانی ہے اور آغاز و انجام کا مقید ہے۔ اپنے ماں باپ زروان اور خواشی زاگ کی طرح فانی ہے۔ اگر ماں باپ فانی ہیں تو اولاد کو بقا کیسے حاصل ہو گی؟

مزبورہ مسیحی اگرچہ عقیدہ کی مخالفت کے باعث قتل ہو گئے مگر اس مکالمے سے چند نکات کا پتہ ضرور چلتا ہے۔

۱۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے ایرانی ملکہ موبد بھی سطحی واقفیت رکھتے تھے اور مذہب کے متعلق انھیں نہایت کم درجہ آگاہی حاصل تھی نیز وہ کتاب مقدس کی تشبیہات و استعارات سے نابلد تھے۔

۲۔ زرتشتی اور ایرانی اپنے مذہب کے اصول اور حقیقی تعلیم فراموش کر چکے تھے۔ صرف رسوم و فروعات کو مذہب سمجھتے تھے۔ زروان و اہورامزدا کی ریاضت اور قربانی کا مفہوم نہیں جانتے تھے۔ انھیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ خالق، تخلیق کے بغیر خالق نہیں کہلا سکتا۔ اور طبعی تخلیق کی رفتار ہمیشہ سست رہی ہے۔ ہزاروں قسم کی مخلوق کی پیدائش ہی خالق کا کمال ہے جس پر اسے مطعون کرنا انصاف سے بعید ہے۔

ازنیک (EZNIK) ایک ارمنی پادری گزرا ہے، جس نے پانچویں صدی عیسوی میں زرتشتیوں کی تعلیم کا ابطال کرتے ہوئے لکھا ہے۔

مغان کہتے ہیں کہ زمین و آسمان اور کائنات کی پیدائش سے پہلے صرف زروان موجود تھا۔ اس نے ایک ہزار سال تک ریاضت اور قربانی کی۔ اس کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اہورامزدا تھا۔ اس سپوت نے آسمان و زمین اور کائنات عالم کو پیدا کیا۔ بعض مغانوں کا عقیدہ ہے کہ زروان کو ایک ہزار برس کی قربانی اور ریاضت کے بعد شک ہوا کہ نہ معلوم یہ قربانی و ریاضت نتیجہ خیز ہو گی یا نہیں۔ اس اندیشے کے ساتھ ہی اہورامزدا اور اہرمن اس کے پیٹ کی رونق بن گئے اور وہ حاملہ ہو گیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے پیٹ میں دو بچے ہیں۔ زروان نے اپنے دل میں کہا کہ "میں پہلے پیدا ہونے والے بچے کو بادشاہی اور طاقت عطا کروں گا۔" اہورامزدا نے باپ کا یہ خیال سمجھ لیا اور اپنے بھائی اہرمن کو بتا دیا۔ اہرمن

نے باپ کے پیٹ کو پھاڑا اور فوراً سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔
زروان نے پوچھا کہ تم کون ہو؟
اہرمن نے جواب دیا کہ میں تمہارا بیٹا ہوں!

زروان نے کہا : میرا بیٹا تو حسین اور خوشبو دار ہونا چاہیے۔ تو تو سیاہ اور بدبودار ہے۔! یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اہورامزدا بھی پیٹ سے باہر نکل آیا۔ اور زروان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ زروان نے اس کے حسن اور خوشبو سے سمجھ لیا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

اس وقت زروان کے ہاتھ میں ایک سرسبز شاخ تھی۔ وہ اہورامزدا کو عطا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اب تک تیرے لیے قربانی کی تھی اب تجھے میرے لیے قربانی کرنی چاہیے۔ پھر اسے دعا دی۔

اہرمن نے زروان کی یہ عطا اور نوازش دیکھی تو بولا
اپنے اندیشہ کے مطابق میرا حق مجھے عطا کر۔

زروان مجبور ہو گیا اور اس نے نوہزار سال تک دنیا کی حکومت اہرمن کو بخش دی۔

اسی بنا پر زروانی دنیا کی عمر کے متعلق مختلف خیال رکھتے ہیں۔ بعض نوہزار سال بتاتے ہیں۔ بعض اہرمن کی پیدائش سے پہلے کے تین ہزار سال شمار کر کے دنیا کی عمر بارہ ہزار سال بیان کرتے ہیں۔ بعض تین ہزار سال اہورامزدا کے اور تین ہزار سال اہورامزدا اور اہرمن کے اور تین ہزار سال اور شمار کرتے ہیں جن میں اہورامزدا غالب ہوگا اور اہرمن مغلوب ہو کر نابود ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض اور اقوال بھی ہیں جنھیں فلسفہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بعض کا خیال یہ ہے کہ زروانی، اشوکار، فرشوکار اور زروکار، تینوں طبعی قوے کو زروان کے ساتھ متحد جانتے تھے اور عالم خیال میں چاروں کو مجسم کر کے ان کے بت بناتے تھے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ حقیقت یگانہ کے تین پہلو یا صورتیں ہیں۔

ہندوستان میں بھی برہما کی چار مورتیں مشہور ہیں۔ معلوم نہیں یہ تصور ایران سے ہندوستان میں آیا یا ہندوستان سے ایران میں گیا۔

قرین قیاس یہی ہے۔ کہ چونکہ آریہ مدتوں ایران میں رہ کر ہندوستان میں وارد ہوئے اس

یسے جہاں دیگر عقائد و رسوم اپنے ساتھ لائے وہاں یہ عقیدہ بھی ان کے ساتھ ہی ہندوستان میں آیا۔ مگر یہ بات اتنے پرانے زمانے کی ہے کہ عقائد و رسوم اور سنسکرت اور اوستائی زبانیں ہی کچھ بتائیں تو بتائیں، تاریخ قیاس کے تیر چلاتی ہے۔ کوئی نشانے پر بیٹھ گیا تو اظہارِ حقیقت بنا۔ نہ بیٹھا تو تیر کی تیرگی پردہ بن کر رہ گئی۔

ہندوؤں کی مذہبی کتاب رگ وید اشارہ کرتی ہے کہ حقیقت واحد ہے لیکن اس کے نام مختلف ہیں، اور یہ سب علمائے فلاسفہ کی تفسیر و تاویل کی تخلیق ہیں۔

زرتشت نے آریوں کے کثیر دیوتاؤں کو وحدت عطا کی۔ لیکن اس کے متبعین نے اوستا کی تفسیر و تاویل کر کے پھر حقیقتِ یگانہ کو دوگانگی اور سہ گانگی بنا کر رکھ دیا۔ اور آفتاب پرستوں اور عیسائیوں کی طرح تثلیث کے قائل ہو گئے۔

تاریخ عقائد کا مطالعہ بتاتا ہے کہ عیسائیوں کی تثلیث، آفتاب پرستوں کی تثلیث سے ماخوذ ہے، جیسے انھوں نے باپ، بیٹا، روح القدس کے نام دیے۔ یونانی حکما میں سے بعض دو، بعض تین، بعض چار اور بعض پانچ خداؤں کے قائل بھی تھے۔

بعض مغربی مصنفین نے "اشوکار" کو "ارشوکار" سمجھا۔ اور پھر "ارشو" کو "ارشن" خیال کیا۔ "ارشن" باستانی فارسی میں "قوتِ مردمی" کو کہتے ہیں۔ اگر یہی معنی درست تصور کیے جائیں تو ہندوؤں کے "لنگ" سے مشابہ ہوں گے "شوجی" کے پیرو "لنگ" کی پوجا کرتے ہیں، اور ان کا خیال ہے کہ "لنگ" دیوتا ہی سے آبادیٔ عالم ہے۔ شوجی کے مندروں میں پتھر سے تراشا ہوا لنگ نصب کیا جاتا ہے جس کو وہ پوجتے ہیں۔

جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی حصے میں بھی یہ عقیدہ رہا ہے اور حضر موت اور اس کے نواحی علاقہ جات کے لوگ اس کے قائل تھے۔

اگر اشوکار اور لنگ کی تطبیق کو درست مان لیا جائے، تو ان کے اس عقیدہ کی ہم آہنگی مجبور کرتی ہے کہ اس عقیدہ کی اولیت پر غور کیا جائے۔ اس صورت میں یہ سوچنا پڑے گا کہ لنگ پرستی ہندوستان میں ایران سے پہنچی یا ہندوستان سے ایران گئی۔

پہلی صورت میں یہ دلیل پیش کی جاسکتی ہے کہ جس طرح بدھ مت سے زرتشتی مذہب متاثر ہوا، اسی طرح ممکن ہے۔ لنگ کا عقیدہ بھی ہندوستان سے ایران میں پہنچا ہو۔ مگر یہ درست نہیں کیونکہ ہمارے خیال میں آریہ ایرانی تھے۔ ہندوستان میں زروانیت اور زرتشتیت لے کر آئے تھے جو آج بھی دونوں قوموں اور دونوں ملکوں میں ہم آہنگ ہے۔ اگر رسوم ومذہب ایران سے ہندوستان میں آسکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ زروانیوں کی لنگ پرستی بھی ایران سے ہندوستان میں آئی ہو۔

دبستان المذاہب میں بھی زروانیوں کی "لنگ پرستی" کا ذکر آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "لنگ پرستی" زروانیت ہی کا ایک عقیدہ ہے جو ایرانیوں کے ساتھ آریاؤں کی صورت میں ہندوستان پہنچا۔ اور رائج ہو کر مقبولیت عام حاصل کر گیا۔

"فرشوکار" کے معنی "روشن کنندہ" ہیں اور یہ ہندوستان کے دوسرے دیوتا "وشنو" سے مشابہ ہے "زروکار" کے معنی "بیر کنندہ" کیے گئے ہیں "زروکار" اوستائی زبان میں کلمہ زرت سے ماخوذ ہے جو سنسکرت میں "جیرت" ہو گیا ہے۔ اور ہندوؤں کے دیوتا "برہما" سے مشابہ ہے۔

زروانی فلسفی "اشوکار" کو "ست" (سچ) یا نیکی سمجھتے ہیں۔ "فرشوکار" کو "احس" (حرکت) اور "زروکار" کو "تمس" (تیرگی) تصور کرتے ہیں۔

بعض زروانی فلاسفہ نے زروان کو دو دیوتاؤں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ان میں ایک زروان اکرنہ (بیکرانہ) ہے اور دوسرا "زروان درنگ" (دیر پا زمانہ ہے) "زروان اکرنہ" زمانہ بے آغاز و انجام ہے۔ اور "زروان درنگ" دنیا کی عمر ہے جس کا ایک دور ہزار سال کا مانا گیا ہے۔ اس لحاظ سے "زروان درنگ"، زروان اکرنہ ہی کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔

ایک پہلوی مصنف لکھتا ہے۔ کہ زروان نہ تھکتا ہے، نہ مرتا ہے، نہ اسے درد ہوتا ہے، نہ پیاس لگتی ہے، نہ بھوک ستاتی ہے۔ اسے کوئی اضطراب نہیں۔ وہ زندہ و پائندہ ہے۔ اور کسی کا محتاج نہیں۔ اس کے کیے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہی سب کا مالک اور داتا ہے۔

بندھشن میں ہے۔ کہ "زمانہ و بخت توام ہیں" دینکرت کا مصنف زروان کی اہورامزدا پر برتری کا قائل نہیں۔ ذات سرم میں ہے کہ اہورامزدا نے "زمانہ" کو آسمان کی مدد کے لیے پیدا کیا۔ زمانہ آزاد ہے اور اہورامزدا کی مخلوق کو حرکت میں لاتا ہے اور یہ حرکت اہرمین کی

حرکت سے ممتاز ہے۔

شہرستانی زروانیت کے متعلق لکھتا ہے۔

زروانیت عقائد زرتشتی اور مانوی سے مرکب ہوگئی ہے۔ زروانی "نور سرمدی" کو انسانوں کا خالق مانتے تھے۔ بالخصوص روحانی اور دیوتائی قسم کے انسانوں کو نور کی مخلوق مانا جاتا تھا۔ ایسے انسانوں میں زروان سب سے بزرگ تھا۔ اسے ایک دفعہ شک پیدا ہوا اور اسی شک سے اہرمن پیدا ہوگیا۔

بعض زروانی کہتے ہیں کہ زروان نے نو ہزار نو سو ننانوے سال تک اپنی ذات کی پرستش کی تاکہ اس کے ہاں فرزند پیدا ہو۔ جب یہ مراد پوری نہ ہوئی تو طول زمانہ نے سوچا کہ شاید کائنات قطعاً فانی ہے۔ اسی اندیشہ شک سے اہرمن پیدا ہوا۔ اور علم سے ہورمزد نے ظہور کیا

ان مصنفین کی تصنیفات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ

۱۔ ایران میں کسی وقت اہرمن اور اہورمزدا کو دو مساوی قوتیں مانا گیا ہے۔ اور تشخصیت و ثنویت کا عقیدہ عام رہا ہے۔ زروانی فلسفہ کے بانی نے ثنویت کو وحدت میں اور تشخصیت کو تنزیہہ میں بدل دیا اور زروان کو اہورامزدا اور اہرمن کی تخلیق کی علت قرار دیا۔ یہ طرز فکر زرتشتی تعلیمات سے موافقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ زرتشتی خالق، وجود رکھتا ہے اور اس نے اپنے ارادہ اور مقصد سے موجودات کو پیدا کیا۔

۲۔ زروانی فلسفہ نے انسان کو زمانہ کا اسیر اور مجبور محض مانا ہے۔ گویا عقیدہ جبریہ کی تعلیم دی ہے، لیکن زرتشت انسان کو "فعل مختار" مانتا ہے۔ اسی لیے وہ کہتا ہے کہ انسان کو سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔ اور خدا سے مدد طلب کیے جانا چاہیے۔ اگر انسان ایسا کرے تو اہورامزدا اس کی مدد کرتا ہے اور اسے شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے۔

۳۔ چونکہ زروانی عقائد کے لحاظ سے "جبریہ" تھے اور قسمت کو تسلیم کرتے تھے اس لیے ستاروں کی گردش کے اثرات پر بھی ان کا یقین تھا۔

۴۔ زروانی فلسفہ اور رسوم و عقائد بہت حد تک ہندو فلسفہ اور رسوم و عقائد سے ملتے جلتے ہیں۔